



سکلنگ فاؤنڈیشن



خوشخبری

گھر بیٹھے کال کریں اور اپنا تعلیمی کام مکمل کروائیں

خوشخبری

Skilling.pk

Diya.pk

WhatsApp: 0332-4646739

WhatsApp: 0314-4646739

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی

Skilling.pk

Diya.pk

WhatsApp: 0332-4646739

WhatsApp: 0314-4646739

لیسن پلین۔ فائنل لیسن پلین

حل شدہ اسائنمنٹ۔ پی ڈی ایف۔ ورڈ فائل۔ ہاتھ سے لکھی

Skilling.pk

Diya.pk

WhatsApp: 0332-4646739

WhatsApp: 0314-4646739

مکمل حل شدہ تھیسس

گیس پیپرز۔ پاسٹ پیپرز

پریکٹس رپورٹ۔ ٹیچنگ پریکٹس

Skilling.pk

Diya.pk

WhatsApp: 0332-4646739

WhatsApp: 0314-4646739

انتہائی مناسب ریٹ

بکس منگوائیں۔ آن لائن ٹیوشن

داخلہ بھجوائیں۔ فیس جمع کروائیں

Skilling.pk

Diya.pk

WhatsApp: 0332-4646739

WhatsApp: 0314-4646739

نوٹ: تمام یونیورسٹیز کے آن لائن داخلے بھجوانے اور حابز کے لیے آن لائن اپلائی کروانے کے لیے رابطہ کریں۔

اسائنمنٹ ایل ایم ایس پر اپلوڈ کروائیں

آن لائن ورکشاپس۔ ٹیوٹرلسٹ

اس کے علاوہ: کمپوزنگ، سکیننگ، کلرپرینٹنگ، فلیکس بنوانے، وزٹنگ کارڈ، سٹیپ، لیٹر پیڈ، کاروبار کے لیے ویب سائٹ بنوانے، سکول کالجز کے لیے آئی ٹی لیب بنوانے اور لیب ٹاپ خریدنے کے لیے رابطہ کریں۔

Skilling.pk

Diya.pk

WhatsApp: 0332-4646739

WhatsApp: 0314-4646739

(PAY ONLINE)



اگر آپ تعلیمی نیوز، حابز اور باقی تمام اپ ڈیٹس اپنے موبائل پر فری حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ تو نیچے دیے گئے واٹس ایپ نمبر کو اپنے موبائل میں سیو کر کے اپنا نام لکھ کر واٹس ایپ کر دیں۔ سٹیٹس روزانہ لازمی چیک کریں۔



Skilling.pk



0314-4646739



0332-4646739

مشق نمبر 1 عمرانیات (413) بہار 2021ء

سوال 1: نوجوان نسل میں نشہ آور اشیاء کے استعمال کے بڑھتے ہوئے رجحان کو کنٹرول کیا جاسکتا ہے؟

جواب: منشیات کا استعمال

جدید دور میں مسکرات اور منشیات کا استعمال ساری دنیا میں بہت بڑھ گیا ہے۔ اس کے بڑھتے ہوئے استعمال پر خصوصاً پاکستان میں بڑی تشویش پائی جاتی ہے۔ نوجوانوں میں خصوصاً طلبہ میں اس کا استعمال خاصا بڑھ رہا ہے۔ نشہ آور اشیاء میں چرس، افیون، گانجا، ماریجونا (بھنگ)، ہیروئین، مارفین، ایل۔ ایس۔ ڈی کوکین وغیرہ شامل ہیں۔ اس بیماری نے اب تشویشناک صورتحال اختیار کر لی ہے۔ پاکستان اس وقت نشہ آور اشیاء کی بہت بڑی منڈی ہے۔ منشیات کی روک تھام کیلئے حکومت پاکستان نے ہیروئین کے تاجروں کیلئے عرقید اور 30 کوڑے سزا رکھی ہے لیکن پھر بھی اس کا پھیلاؤ بڑھ رہا ہے۔ ہیروئین کا استعمال ہماری نوجوان نسل کو تباہی کے اندھیروں کی طرف لے جا رہا ہے بلکہ کھاتے پیتے گھرانوں کے نوجوان لڑکے اور لڑکیاں اس کی دلدادہ ہو گئی ہیں۔ بچے بھی اب اس کا شکار ہو گئے ہیں۔ جب انسان کسی مخدر چیز کا استعمال کرتا ہے تو اس کے جسم اور ذہن میں ایسی اشیاء کیلئے تحریک پیدا ہوتی ہے۔ یہی تحریک بعد میں ایک زبردست عادت کو جنم دیتی ہے اور آہستہ آہستہ مخدر اشیاء کا استعمال ایک جسمانی ضرورت خیال کیا جانے لگتا ہے پھر جب کبھی اس نشے سے گریز کیا جاتا ہے تو نارمل عضویاتی، نفسیاتی و طائف میں نقصان پیدا ہونے لگتے ہیں اور مرضیاتی علامتیں ظاہر ہونے لگتی ہیں۔ عموماً یہی وہ علامتیں ہیں جو انسان کو ان مخدر اشیاء کے استعمال پر مجبور کرتی ہیں۔ عادی بنانے والی ادویہ کی مقدار خوراک میں اگر برابر اضافہ نہ کیا جائے تو اس کے لطف و نشے میں مزہ نہیں آتا کیونکہ ایک مقدار کا انسان عادی ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انسان برابر اس مقدار میں اضافہ کرتا چلا جاتا ہے۔ زیادہ مقدار سے جسمانی و نفسیاتی نقصانات زیادہ ہوتے ہیں۔ ان ادویہ کے باقاعدہ استعمال سے انسان میں بہترین کا احساس پیدا ہوتا ہے اور انہیں ترک کرنے سے درد، تھکن اور اضمحلال کی کیفیت غالب آنے لگتی ہے۔

انسان اکثر ماحول کے زیر اثر منشیات کا استعمال شروع کرتا ہے۔ کاروباری نقصان، غم و اندوہ کے صدموں، کسی عزیز کی موت جیسے واقعات انسان کو ذہنی انتشار میں مبتلا کرتے ہیں جن سے نجات حاصل کرنے کیلئے وہ منشیات کا استعمال شروع کر دیتا ہے۔ اس سے وقتی طور پر درد اور تکلیف میں افادہ ہوتا ہے۔ غم، غصہ، ہیجان میں عارضی طور پر کمی واقع ہوتی ہے۔ انسان دنیا اور اس کے غموں کو بھلا دیتا ہے۔ بعض اوقات طبیب، بیماروں کو ایسی ادویہ کا استعمال کراتے ہیں جن میں الکوحل اور دوسرے مسکرات کی آمیزش ہوتی ہے۔ اگرچہ دونوں کی اکثریت ان ادویہ کی عادی نہیں ہوتی، تاہم بعض لوگ ان کے نشے میں ایسے گرفتار ہوتے ہیں کہ باقاعدگی سے ان کا استعمال کرنے لگتے ہیں۔

منشیات اور جرائم

منشیات کا استعمال انسان کی اعلیٰ اخلاقی اقدار کو سخت نقصان پہنچاتا ہے۔ اگرچہ ان کا استعمال براہ راست جرائم کا سبب نہیں بنتا تاہم اس کی وجہ سے اقتصادی مسائل عالمی تنجیاں اور ازدواجی الجھنیں پیدا ہوتی ہیں جو بلاشبہ جرائم کے ساتھ گہرے رشتوں میں منسلک ہیں۔ مسکرات کا استعمال ٹریفک کے حادثات میں اضافہ کرتا ہے۔ ان کے استعمال سے حیوانی خواہشات ابھرنے لگتی ہیں اس لئے ان میں تشدد آمیزی اور ہیجان خیزی پائی جاتی ہے۔

قمار بازی

قمار بازی انتہائی قدیم جرم ہے، دور جاہلیت میں عرب معاشرہ اس قدر اس میں جکڑا ہوا تھا کہ بیویاں تک جوئے میں لگا دی جاتی تھیں، تقریباً ہر قدیم معاشرے میں اس کے شواہد ملتے ہیں۔ جدید معاشروں میں قمار بازی منظم صورت اختیار کرتی جا رہی ہے اور جوئے بازی کے نئے نئے طریقے وجود میں آ گئے ہیں۔ چنانچہ آج قمار بازی میں گھوڑ دوڑ، کتوں کی لڑائی، ریچھ اور کتوں کی لڑائی، بیئر بازی، مرغ بازی، لاٹری اور تاش وغیرہ کا عام استعمال ہے۔

اسباب

پاکستان میں جوئے بازی کے سماجی اسباب میں حصول زر کی دوڑ، راتوں رات امیر بننے کی خواہش وغیرہ بہت اہم ہیں۔ ہمارے ہاں پیشوں میں اتفاق کا عنصر بہت غالب ہے۔ ہر جوہا باز اس خوش فہمی میں مبتلا رہتا ہے کہ بالآخر کامیابی اسی کی ہوگی۔ جوئے بازی سے بہت سی اخلاقی و سماجی برائیاں پیدا ہوتی ہیں۔ اس سے روپے پیسے کی اندھی حرص ہوتی ہے اور حصول زر کے ناجائز طریقوں کو رواج ملتا ہے۔ اگر بغور دیکھا جائے تو یہی وہ عوامل ہیں جو جرائم کو فروغ دیتے ہیں۔

خودکشی

پاکستان میں خودکشی کی وارداتوں میں تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے۔ اسلام میں خودکشی حرام ہے کیونکہ زندگی انسان کے پاس اللہ تعالیٰ کا اختیار ہے۔ جو بھی آدمی خودکشی کرتا ہے وہ حرام موت مرتا ہے اور یہ ایسا ہی ہے جیسے کسی کو قتل کر دیا گیا ہو۔

خودکشی کے اسباب

فرائیڈ کہتا ہے کہ انسان کے لاشعور میں موت کی خواہش ہر وقت موجود رہتی ہے، اکثر اوقات یہ خواہشات دبی دبی سی ہوتی ہیں اور زندگی کو برقرار رکھنے کی خواہشات اس پر غالب رہتی ہیں تاہم بعض اوقات ان دونوں خواہشات میں کشمکش بڑھ جاتی ہے اور کچھ لوگوں پر جبلت فنا اس قدر غالب آ جاتی ہے کہ وہ اپنی زندگی فوراً ختم کر لیتے ہیں۔

تحلیل نفسی کے بعض ماہرین نے فرائیڈ کے نظریے سے اختلاف کیا ہے۔ ان کا خیال ہے کہ جب مخصوص ذہنی رجحانات اور عائلی تربیت کے سبب بعض لوگ یہ خیال کرنے لگتے ہیں کہ انہیں کوئی پسند نہیں کرتا کسی کو ان سے کوئی الفت نہیں اور دنیا میں ان کا کوئی نہیں تو وہ دوسروں سے نفرت کرنے لگتے ہیں۔ تاہم کچھ لوگ دوسروں سے بدلہ لینے کی بجائے اپنی ہی زندگی کا خاتمہ کر لیتے ہیں۔ خودکشی کے عمرانیاتی اسباب میں ڈر خانم کے مطابق خودکشی ان معاشروں میں زیادہ فروغ پذیر ہوتی ہے جن میں معاشرتی بد نظمی زیادہ ہو، ایسے میں انسان شخصی بد نظمی اور لامقصدیت کا شکار ہو جاتے ہیں۔

نفسی بیماریوں کی وجہ سے بھی خودکشی میں اضافہ ہو رہا ہے۔ مذہب سے بیگانگی اختیار کرنے والوں میں خودکشی کی وارداتیں زیادہ ہوتی ہیں۔ چنانچہ اس امر کی واضح شہادتیں ہیں کہ عیسائیوں کے پروسٹنٹ فرقے میں رومن کیتھولک کی نسبت خودکشی بہت زیادہ ہے اور مسلمانوں میں عیسائیوں کی نسبت خودکشی بہت کم ہے۔ مذہب انسان کو مقصدیت اور صبر و قناعت کی تعلیم دیتا ہے جس سے خودکشی کی خلاف ایک رکاوٹ آڑے آتی ہے۔ خودکشی پر قابو پانے کیلئے ضروری ہے کہ ابتدائی سماجی رشتوں کو ترقی دی جائے، معاشرتی بعد کو دور کیا جائے اور مذہبی عقائد کی اشاعت سے لوگوں کو راسخ العقیدہ بنایا جائے۔

سوال 2: مفروضہ کی جامع تعریف بیان کریں نیز مفروضے کی اقسام بیان کریں۔

جواب: مفروضہ (Hypothesis)

مفروضہ ایک تعلق کو ظاہر کرتا ہے جو دو یا دو سے زیادہ تصورات کے مابین پایا جاتا ہے۔ جب ہم اس تعلق کو پرکھ لیتے ہیں یا تصدیق کر لیتے ہیں تو یہ تعلق حقیقت کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ یہ حقیقت نظریے کی تشریح کرتی ہے۔ مفروضے میں ایک ہی حقیقت کی تشریح کی جاتی ہے۔ مفروضے کے بارے میں گڈ اور ہیٹ لکھتے ہیں کہ مفروضہ ایک اندازہ ہوتا ہے جو کسی چیز کو مشاہدہ کرنے کے بعد بنایا جاتا ہے اور وہ تحقیق کی راہنمائی کرتا ہے۔ نظریے میں بہت سے حقائق ہوتے ہیں جن کا مشاہدہ کر کے اخذ کیا جاتا ہے۔ اس لئے پہلے نظریے کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد بذریعہ استخراج مفروضہ بنایا جاتا ہے۔ مفروضے کے بارے میں سو برکتے ہیں کہ ”مفروضہ ایک خیال ہے اور تحقیق کرنے سے پہلے ہم مفروضے کو غلط یا درست نہیں کہہ سکتے“ اور علاوہ ازیں ہم سائنسی تحقیق کے بعد ہی اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ مفروضے میں کس حد تک سچائی ہے۔

مفروضے کے ذرائع

مفروضے عام طور پر تین مخرجوں سے جنم لیتے ہیں:

1- اندازہ 2- پہلے سے موجود علم کا مطالعہ 3- نظریے

1- ہر معاشرے میں لوگ مختلف الانواع مسائل سے دوچار ہوتے ہیں اور ان مسائل کے حل کیلئے تحقیق بہت ضروری ہے لیکن تحقیق کو صحیح راستہ پر گامزن کرنے کیلئے مفروضے کا ہونا اشد ضروری ہے۔ ایک محقق اپنے تجربے کی بنا پر محض اندازہ کر لیتا ہے کہ اس مسئلے کی وجوہات کیا ہیں لیکن چونکہ وہ اپنے اس میدان میں ماہر ہوتا ہے۔ لہذا اس کا اندازہ منطقی نوعیت کا ہوتا ہے جس کا دار و مدار عقلی بنیادوں پر ہوتا ہے۔ اس قسم کے اندازے کو Hunch کہتے ہیں۔

2- ایک محقق مختلف مسائل پر موجود تحقیقی معلومات اور ادب کا گہرا مطالعہ کرتا ہے اور اس طرح وہ واقعہ اور سبب میں ایک تعلق پیدا کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ پہلے سے موجود سائنسی علم اس کی راہنمائی کرتا ہے۔

3- نظریہ بھی مفروضوں کو جنم دیتا ہے۔ بذریعہ استخراج نظریہ سے مفروضے تشکیل دیئے جاتے ہیں جن کی صداقت کو پرکھنے کیلئے پھر مواد اکٹھا کرنے کے بعد اس کا تجزیہ کیا جاتا ہے جس کی بنیاد پر انہیں قبول یا رد کیا جاتا ہے۔ گڈ اور ہیٹ کے نزدیک مفروضے مندرجہ ذیل ذرائع سے حاصل کئے جاتے ہیں۔

1- علم کے ذخائر

انسانی ثقافت روز بروز ترقی کر رہی ہے اور سائنسی ترقی کی وجہ سے تخلیقات اور علم کے ذخائر جمع ہو چکے ہیں۔ ان کا مشاہدہ کر کے ہم مفروضے بنا سکتے ہیں۔

2- نظریات

نظریات سے بذریعہ استخراج مفروضے تشکیل دیئے جاتے ہیں اور مفروضوں سے نئے نظریات جنم لیتے ہیں یعنی سائنسی علم خود ہی مفروضوں کو جنم دیتا ہے۔

3- تمثیل

مفروضوں کا ایک ذریعہ تمثیل ہے ایک قسم کے حقائق سے بہت سے مفروضے بنائے جاسکتے ہیں۔

ذاتی تجربات اور مشاہدات

اکثر اوقات محقق کے ذاتی تجربات و مشاہدات تحقیق کی راہنمائی کرتے ہوئے اسے مفروضوں کی تشکیل میں مدد دیتے ہیں لیکن اس بات کا انحصار محقق کی ذہنی سوچ اور صلاحیتوں پر مشتمل ہے۔

مفروضوں کی تشکیل

مفروضہ نظریہ سے بذریعہ استخراج حاصل کیا جاتا ہے یعنی نظریہ جن حقائق کو بیان کرتا ہے۔ ان کی صداقت کو پرکھنے کیلئے یہ بات قائم کر لی جاتی ہے کہ آیا یہ حقائق درست ہیں یا غلط۔ اب اس بات (مفروضے) کو غلط یا صحیح ثابت کرنے کیلئے تحقیق کا مرحلہ شروع ہوتا ہے۔ تحقیق کے بغیر ہم مفروضہ کے صحیح یا غلط ہونے کا اندازہ نہیں لگا سکتے۔ مفروضے بنانے میں انسان کی اپنی سوچ اور ذہانت بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ اس سلسلے میں مندرجہ ذیل مشکلات کا سامنا ہی کرنا پڑتا ہے۔

1- نظریاتی علم میں پیچیدگی

عام طور پر نظریاتی علم غیر واضح اور مبہم انداز میں پایا جاتا ہے اور آسانی سے مفروضے اخذ نہیں کئے جاسکتے۔

2- صلاحیت کی کمی

نظریاتی علوم سے منطقی طریقہ استدلال سے مفروضے تشکیل دینے کیلئے تجربہ اور صلاحیت کی ضرورت ہوتی ہے ایسی صلاحیت کی کمی نظریاتی علم کو منطقی طریقے سے استعمال کرنے کے راستے میں حائل ہوتی ہے۔

3- تحقیقاتی طریقے کی پیچیدگی

سائنسی تحقیق کا طریقہ کار اتنا مشکل اور پیچیدہ ہے کہ آسانی کے ساتھ اس سے مفروضے تشکیل نہیں دیئے جاسکتے۔

مفروضہ اخذ کرنے کی شرائط

ان تمام پیچیدگیوں اور مسائل کے باوجود تحقیق اور مفروضوں کی تشکیل کا سلسلہ جاری ہے اور محقق چند شرائط کو پیش نظر رکھتے ہوئے مفروضے اخذ کرنے میں کامیاب ہوتے ہیں۔ چیدہ چیدہ شرائط مندرجہ ذیل ہیں:

1- مفروضہ ایسا ہونا چاہیے جس سے حقائق کی وضاحت ہو اس سے مزید مفروضے اخذ کئے جاسکیں اور سادہ مشاہدہ کے ذریعے انہیں آزمایا یا پرکھا جاسکے۔

2- مسئلہ کا حل تلاش کرنے میں مفروضہ آسانی پیدا کرے۔

3- مفروضے کو صحیح یا غلط ثابت کرنے کیلئے شک و شبہ سے پاک طریقہ کو استعمال کرنا چاہیے اور مفروضے میں پیشگوئی کی صلاحیت موجود ہونی چاہیے۔

مفروضے کی اقسام

مفروضے کی تین اقسام ہیں:

1- تجرباتی یکسانیت کے مفروضے

ایسے مفروضوں میں یکسانیت پائی جاتی ہے۔ ان میں ان حالات کو بیان کیا جاتا ہے جن میں پیش آنے والے واقعات ایک جیسے ہوتے ہیں۔ ان واقعات کی نوعیت ایک جیسی ہوتی ہے۔ ایسے مفروضے خیالات و تصورات کو واضح طور پر ظاہر نہیں کرتے۔ ان میں صرف ایک تصور ملتا ہے۔

2- پیچیدہ مثالی نوعیت کے مفروضے

بعض مفروضے پیچیدہ مثالی نوعیت کے ہوتے ہیں۔ یہ مفروضے تجرباتی یکسانیت کے مفروضوں کے مابین تعلق کو بیان کرتے ہیں۔ نیز تجربات سے حاصل ہونے والے یکساں نتائج کا تعلق بھی بیان کرتے ہیں۔ ایسے مفروضے عام حالات میں موجود نہیں ہوتے۔ مخصوص حالات اور اوقات میں ملتے ہیں۔ اس لئے ان کو مثالی نوعیت کے مفروضے کا نام دیا گیا ہے۔

3- تجرباتی مفروضے

اس قسم کے مفروضے عام حالات میں بنائے جاسکتے ہیں۔ ایسے مفروضوں میں دو متغیرہ کے درمیان تعلق کو ظاہر کیا جاتا ہے۔ ان میں ایک آزاد متغیرہ ہوتا ہے اور ایک تابع متغیرہ ہوتا ہے۔ جب آزاد متغیرہ بدلتا ہے تو اس کے ساتھ تابع متغیرہ میں بھی تبدیلی آتی ہے۔

مفروضوں کے خواص

مفروضوں کے چند خواص ہیں جن کے ذریعے مفروضے کی شناخت کی جاتی ہے۔

1- واضح تصورات کے حامل

مفروضوں کو واضح تصورات کا حامل ہونا چاہیے۔ دوسرے لفظوں میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ مفروضے میں ہم جتنے تصورات اور خیالات بیان کریں وہ واضح ہونے چاہئیں۔

2- اخلاقی فیصلوں سے پاک مفروضے

مفروضے جو تصورات استعمال کرتے ہیں ان میں مقداری پہلو کا پایا جانا بہت ضروری ہے اور ان میں کسی اخلاقی فیصلہ کا عمل دخل نہیں ہونا چاہیے۔

3- مخصوص مفروضے

مفروضے میں جس بات کو بیان کیا جا رہا ہے وہ اسی تک محدود ہونے چاہئیں تاکہ ان پر تحقیق کی جاسکے۔

4- مفروضے کا تحقیق کے طریقہ کار سے تعلق

مفروضہ ایسا بنایا جائے جس پر پہلے سے موجود سائنسی طریقہ کار سے تحقیق ہو سکے۔ مفروضہ ایسا نہیں ہونا چاہیے جس پر تحقیق کرنا ایک الگ مسئلہ بن جائے۔

5- مفروضہ اور نظریہ کا تعلق

نظریہ اور مفروضے کا تعلق بہت ضروری ہے کیونکہ مفروضہ نظریے میں موجود حقائق سے اخذ کیا جاتا ہے اس لئے مفروضہ اس نظریے کے مطابق ہونا چاہیے جس سے مفروضہ

اخذ کیا گیا ہو۔

مفروضوں کی جانچ

جب ہم نظریے سے مفروضہ اخذ کرتے ہیں تو پھر اس کی صداقت کو پرکھنے کیلئے اس پر تحقیق کی جاتی ہے۔ اس چیز کا دار و مدار کہ مفروضہ کہاں تک درست ہے اور کہاں تک غلط

درج ذیل باتوں پر ہوتا ہے:

1- حقائق کی ترجمانی

مفروضہ کسی نظریے سے بذریعہ استخراج تشکیل دیا جاتا ہے۔ اس لئے مفروضے کیلئے یہ ضروری ہے کہ وہ ان حقائق کی ترجمانی کرے جن سے وہ اخذ کیا گیا۔

2- تجرباتی حقائق سے اختلاف

مفروضے سے اس بات کی تردید ہو جاتی ہے۔ اگر وہ تجربات سے حاصل ہونے والے حقائق سے اختلاف رکھتا ہو۔ مفروضوں کی صحت کیلئے ضروری ہے کہ تجربات سے جو

حقائق سامنے آئیں مفروضہ ان سے مختلف نہ ہو۔

3- حقائق سے مطابقت

مفروضہ ان تمام حقائق سے مطابقت رکھتا ہو جن کا پہلے مشاہدہ کیا جا چکا ہو یعنی جتنے حقائق سامنے آئے ہوں وہ مفروضہ ان کی ترجمانی کرے اور ان کی کامیاب وضاحت بھی

کرتا ہو۔

4- مفروضے کی سادگی

مفروضہ سادہ ہو اور غیر مبہم انداز میں بیان کیا گیا ہو۔ یاد رکھیں کہ مفروضے میں بیان کی پیچیدگی اور غیر واضح عبارت مفروضے کی جانچ پڑتال میں حائل ہوتی ہے۔

5- منطقی استقامت

مفروضہ منطقی استقامت کا حامل ہو یعنی منطقی طریق استدلال سے حاصل کیا گیا ہو۔ بار بار اخذ کرنے پر بھی مفروضے کی شکل و شبہات میں تبدیلی واقع نہ ہو۔

مفروضہ اور نظریہ

مفروضہ اور نظریہ ایک ہی نہیں بلکہ دونوں ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہیں اور ایک خاص چیز سے منسلک ہیں اور وہ حقائق ہیں نظریہ کیا ہے؟ بہت سے حقائق کا مجموعہ اور یہ حقائق آپس میں ایک خاص تعلق سے جڑے ہوتے ہیں۔ اب ان حقائق سے چند ایک حقائق کو لے کر ان کو ایک رشتے میں باندھ دیا جاتا ہے۔ نظریہ میں بہت سے حقائق ہوتے ہیں اور مفروضے میں چند ایک حقائق کو پرکھنے کیلئے رکھا جاتا ہے۔

سوال 3: ثقافتی خاصہ اور ثقافتی مرکب کی تعریف کریں نیز دونوں میں فرق کو اپنے ارد گرد مثالوں سے واضح کریں۔

جواب: ثقافتی تصورات

ذیل میں چند اہم ثقافتی تصورات کی تعریف اور مفہوم بیان کئے گئے ہیں:

ثقافتی خاصہ

کسی بھی معاشرے کی ثقافت کی سب سے چھوٹی اکائی کو کہتے ہیں۔ آسان الفاظ میں کسی ثقافت کی کوئی سب سے چھوٹی چیز یا رویہ جو خود مختار ہو اور اس کو مزید تقسیم نہ کیا جاسکے اس کا ثقافتی خاصہ کہلاتی ہے۔ یہ ثقافتی خاصہ مادی ہو سکتا ہے اور غیر مادی بھی پاکستانی ثقافت میں موجود مادی ثقافتی خاصے کی مثال دوپٹہ، شلوار، پگڑی وغیرہ شامل ہیں۔ اسی طرح غیر مادی ثقافتی خاصوں کی مثال گلے ملنا، شادی کے موقع پر دلہن کو تختہ دینا۔

ثقافتی مرکب

جب بہت سے ثقافتی خاصے کسی وجہ سے ایک دوسرے کے ساتھ مربوط ہوں تو تب انہیں ثقافتی مرکب کہا جاتا ہے۔ ثقافتی مرکب کی مثالوں میں شادی، نماز، لباس وغیرہ شامل ہیں۔

ثقافتی اسلوب

کسی ثقافت کی اکائیوں کے درمیان باہمی تعلق کو ثقافتی اسلوب کہتے ہیں۔ یہ اکائیوں کے درمیان ایسا رشتہ ہوتا ہے کہ جس سے کسی ثقافت کی غالب اور نمایاں خصوصیات نظر آتی ہوں۔ مثلاً پاکستان میں شادی کے سلسلے میں منگنی، مہندی، نکاح، جہیز، ولیمہ وغیرہ سب شادی کا اسلوب ہیں۔

ثقافت پذیری

جب ایسے دو گروہ یا افراد آپس میں ملیں جن کی ثقافت مختلف ہو تو چند چیزیں ایسی ہوں گی جو وہ ایک دوسرے سے سیکھیں گے لیکن اس کے باوجود ان میں ان کی اپنی ثقافت کی پہچان باقی رہے۔ ایسے عمل کو ثقافت پذیری کہتے ہیں۔ پاکستان میں رہتے ہوئے بھی اس کے مختلف صوبوں کے لوگوں کی اپنی ثقافت ہے۔ اگرچہ پٹھان کچھ چیزیں سندھی، بلوچی اور پنجابی تہذیبوں سے سیکھتے ہیں لیکن پھر بھی ان کی اپنی ایک الگ شناخت بھی ہے۔ یعنی ان کو دیکھنے سے ہی پتہ چل جاتا ہے کہ یہ کس ذیلی ثقافت سے تعلق رکھتے ہیں۔

ثقافتی مماثلت

ثقافتی مماثلت ایسا معاشرتی عمل ہے جس سے مختلف ثقافت رکھنے والے دو یا زائد افراد یا گروہ دو مختلف تہذیبوں کو قبول کر لیں۔ اور ایک دوسرے کے اطوار پر عمل کریں۔ یہاں تک کہ ان میں مختلف ثقافتوں کی پہچان باقی نہ رہے۔ امریکہ ثقافتی مماثلت کی بہترین مثال ہے۔

ثقافتی تغیر

انسان میں فطری طور پر تجسس کا مادہ ہے۔ جس کی وجہ سے وہ تبدیلی کا خواہاں رہتا ہے۔ اسی طرح وقت کے ساتھ ساتھ معاشرتی اداروں میں تبدیلیاں رونما ہوتی رہتی ہیں۔ عمرانیات کی زبان میں ان تبدیلیوں کے لئے معاشرتی تبدیلی یا معاشرتی تغیر کی اصطلاح استعمال ہوتی ہے۔

ثقافتی خلا

موجودہ دور میں سائنسی ترقی کی وجہ سے تیزی سے آنے والی تبدیلیوں نے بڑی حد تک معاشرتی مطابقت کا مسئلہ پیدا کر دیا ہے۔ اس وجہ سے ثقافت کے مختلف حصے ایک رفتار سے تبدیل نہیں ہوتے، اس کو ثقافتی خلا کہتے ہیں۔

ذیلی ثقافت

جیسے جیسے کسی معاشرے کا سائز بڑا ہوتا جاتا ہے ویسے ویسے اس کی پیچیدگی میں بھی اضافہ ہو جاتا ہے اور اس میں ایسے گروہ پائے جاتے ہیں کہ جن کا طرز زندگی، عقائد خیالات کسی نہ کسی حوالے سے ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہی اختلاف ان گروہوں کی ایسی ایک الگ شناخت کا باعث بھی بنتا ہے۔ کسی بڑے معاشرے میں موجود انہی مختلف ثقافتی خصوصیات رکھنے والے گروہوں کی ثقافت کو ذیلی ثقافت کہتے ہیں۔

سوال 4: تعلقات عامہ سے کیا مراد ہے؟ نیز تعلقات عامہ کے بنیادی اصول بیان کریں۔

جواب: تعلقات عامہ

سماجی بہبود کے اداروں میں تعلقات عامہ بہت اہمیت کے حامل ہیں۔ اس کے ذریعہ ادارہ اپنے مقاصد اور پروگرام کو جماعت سے روشناس کراتا ہے۔ پروپیگنڈہ پر بہت حد تک عوام کی مدد و تعاون کا دار و مدار ہوتا ہے۔

تعلقات عامہ کے اصول

سماجی بہبود میں تعلقات عامہ کو مندرجہ ذیل اصولوں پر مبنی ہونا چاہیے:

- 1- تشہیر کا مرکز وہ گروہ ہونا چاہیے جس کو ادارہ اپنی طرف رجوع کرنا چاہتا ہے۔
- 2- پروپیگنڈہ لٹریچر تیار کرتے وقت دوسرے اداروں کے پروگراموں کو ذہن میں رکھنا چاہیے۔
- 3- ادارے کے عملے کا رویہ بہت اہمیت رکھتا ہے۔ اگر موکلوں کی طرف خاطر خواہ توجہ نہ دی گئی تو بہت جلد ادارہ جماعت میں غیر معروف ہو جائے گا۔
- 4- جماعت کے بااثر لوگوں کا تعاون ضرور حاصل کرنا چاہیے۔ یہ افراد پروپیگنڈہ کا اچھا ذریعہ بنتے ہیں۔
- 5- پروپیگنڈہ ایک مسلسل کوشش ہے جسے پورا سال جاری رہنا چاہیے۔ اس میں سٹاف کے ممبروں کے علاوہ جماعت کے بااثر اور صحافت میں تجربہ کار افراد کو شامل کیا جانا چاہیے۔
- 6- بورڈ کا فرض ہے کہ وہ تعلقات عامہ کے کاموں کا جائزہ لیتا رہے اور ضروری مشورے دے۔

تشہیر کا طریقہ کار

تشہیر کے مندرجہ ذیل طریقے ہو سکتے ہیں:

- 1- شخصی ملاقاتوں کے ذریعے سے افراد کو روشناس کرانا۔
 - 2- اخبارات، فلم اور اشتہارات کے ذریعے ادارے کو جماعت سے روشناس کرانا۔
 - 3- پکچر ریڈیوئی وی اور کانفرنسوں کے ذریعے ادارے کی تشہیر کرنا۔
- سوال 5: مندرجہ ذیل پر نوٹ لکھیں۔

جواب: 1- نگران کے اوصاف

1- علمی صلاحیتیں

نگران کی کامیابی کا دار و مدار بہت سی باتوں پر ہوتا ہے جن میں اس کا علم، فنی صلاحیتیں اور شخصیت خاص طور پر بہت اہمیت کی حامل ہیں۔

2- اختیارات

نگران کو یہ اختیار بھی ہونا چاہیے کہ وہ مستحق کو نواز سکے اور زیادتی کرنے والے کو سزا دے سکے تاکہ دوسروں کیلئے عبرت کا باعث ہو۔

3- معیار

نگران کے پاس ایک مستند معیار ہونا چاہیے اور تمام کارکنوں کے کام کو اسی معیار کی روشنی میں دیکھنا چاہیے تاکہ کسی کو شکایت کا موقع نہ مل سکے اور نہ کسی کے ساتھ نا انصافی ہو۔

4- باہمی اعتماد

نگران کو انتظامیہ اور کارکنوں دونوں کا اعتماد حاصل ہونا چاہیے تاکہ وہ انتظامیہ کو کارکنوں کے رد عمل سے آگاہ کر سکے اور ساتھ ہی کارکنوں کو انتظامیہ کے فیصلوں اور پالیسیوں کی وضاحت کر سکے۔ نگران کو غیر جانبدار اور دور اندیش ہونا چاہیے۔

5- ذاتی کردار

نگران کی اس کی فنی صلاحیتوں اور شخصی خوبیوں کی بنیاد پر عزت کی جاتی ہے اس لئے ایک اچھے نگران کو ایسی حرکت نہیں کرنا چاہیے جس کی وجہ سے کارکن اس کی عزت کرنا چھوڑ دیں اور وہ اپنے ماتحتوں کا اعتماد کھو بیٹھے۔

6- دوراندیشی

نگران کو چاہیے کہ وہ اپنے ماتحتوں کی کوتاہیوں کیلئے خود کو بھی ذمہ دار ٹھہرائے اور ان کی شکایتوں کو غیر جانبداری سے انتظامیہ کے سامنے رکھے۔

7- صلاحیت

نگران کو تربیت یافتہ ہونا چاہیے اور وقتاً فوقتاً اس کو تربیتی کورسز اور عملے کے اجلاس میں شریک ہونا چاہیے تاکہ وہ دوسروں کے تجربات سے فائدہ اٹھا سکے اور نئے تصورات اور رجحانات اور تکنیکوں سے باخبر رہے۔

8- خدا ترس

نگران کو انسانی تعلقات کے امور سے واقف ہونا چاہیے۔ کامیاب نگرانی کیلئے انسانی تعلقات کا فن ناگزیر ہو۔

9- طریقہ کار

نگران کا طریقہ کار اور رویہ یکدہ ہونا چاہیے تاکہ وہ وقت کا ساتھ دے سکے۔ وہ اپنے ہر ماتحت کی ضروریات اور مشکلات کو سمجھے۔

2- دیہی و شہری نقل مکانی اور معاشرتی مسائل

کثرت آبادی بطور ایک معاشرتی مسئلہ

کسی بھی ملک کی آبادی کا سائز، اس کی شرح آبادی میں اضافہ، جنس و عمر کے حساب سے آبادی کی تقسیم جاننا بہت ضروری ہے تاکہ ملکی ترقی کے منصوبوں، پیداواری صلاحیت، دولت کی تقسیم کا صحیح اندازہ لگایا جاسکے۔ علم آبادیات حکومتی اداروں کے لئے، کاروبار کے لئے، معاشی پالیسیوں اور پلاننگ کے لئے، مستقبل کی فیصلہ سازی اور معیشت کی کارکردگی کا جائزہ لینے کے لیے کلی طور پر اہمیت کا حامل ہے۔ دوسری جنگ عظیم کے بعد سے صنعتی انقلاب اور جدید ٹیکنالوجی کے دور میں آبادی ایک مسئلہ بن چکی ہے۔ دنیا کے کئی ممالک میں کم آبادی ایک مسئلہ ہے تو دنیا کے بیشتر ممالک میں کثرت آبادی ایک سنگین صورت اختیار کر چکی ہے۔ عالمی سطح پر دنیا میں ہر ایک منٹ میں 159 افراد کا اضافہ ہو رہا ہے۔ کثرت آبادی ایک معاشرتی مسئلہ بنتی ہے جب کثرت پر اس کے منفی اثرات مرتب ہوں۔ جب لوگوں میں یہ احساس پیدا ہو جائے کہ حالات پر قابو پانا ناممکن ہے اور یہ کثرت کے لئے ایک ناپسندیدہ صورت حال بن جائے اور لوگ اس سے چھٹکارا پانا چاہے تو نہ صرف کثرت آبادی بلکہ کوئی بھی ایسا مسئلہ معاشرتی مسئلہ بن جاتا ہے۔

کثرت آبادی سے مراد

”اگر کسی علاقے میں افراد کی تعداد وہاں کے معاشی وسائل سے زیادہ ہو۔ نامناسب غذائی صورتحال ہو۔ اور عام معاشرتی زندگی کی سہولیات موجود نہ ہوں تو ایسے علاقے کو کثیر آبادی علاقہ کہیں گے۔“

اس وقت دنیا کے بیشتر ترقی پذیر ممالک جن میں پاکستان بھی شامل ہے کثرت آبادی کے مسئلہ سے دوچار ہیں۔ آبادی کے لحاظ سے پاکستان کا شمار دنیا کے چھٹے بڑے ملک میں ہوتا ہے۔ آزادی کے وقت پاکستان کی آبادی 32.6 ملین تھی۔ جبکہ تقریباً پچھلے 64 سالوں میں ہم نے 144.6 ملین کی آبادی کا اضافہ کیا ہے۔ پاکستان کا شمار دنیا کے شرح آبادی میں اضافے کے لحاظ سے ممالک میں ٹاپ پر ہوتا ہے۔ 2011ء میں پاکستان کی شرح آبادی 2.07 ہے۔

اس کے علاوہ 2011-12 میں آبادی کے لحاظ سے پاکستان کی 67.5 ملین آبادی شہروں میں اور 111.82 ملین آبادی دیہی علاقوں میں رہائش پذیر ہے۔ ایک اندازے کے مطابق 2030ء تک پاکستان میں سب سے زیادہ آبادی پنجاب میں 128.3 ملین، دوسرے نمبر پر سندھ 59.1 ملین، KPK 33.0 ملین، بلوچستان 13.3 ملین، فائنا 6.3 ملین اور اسلام آباد 2.0 ملین بالترتیب ہوگی۔ جب بڑھتی ہوئی آبادی کی شرح کے حساب سے لوگوں کی بنیادی ضروریات جیسے کہ تعلیم، رہائش، خوراک اور ذرائع روزگار پوری نہ ہو رہی ہوں تو کثرت آبادی ایک معاشرتی مسئلہ بن کر ابھرتی ہے۔

